شریعت، طریقت اور اجتماعیت پر مبنی دینی شعور کا نقیب

ماہنامہ رحیمیہ لاہور

بانی: حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ
قدس اللّٰہ سِرّہٗ السّعید مسند نشین رابع خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور

مدیرِ اعلیٰ: حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری
جانشین حضرت اقدس رائے پوری رابع

اپریل 2020ء / شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ — جلد نمبر 12، شمارہ نمبر 4 - قیمت: 20 روپے — سالانہ ممبرشپ: 200 روپے — تین سالہ ممبرشپ: 500 روپے

مجلس ادارت

سرپرست: ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن
صدر: مفتی عبدالمتین نعمانی
مدیر: محمد عباس شاد

ارشادِ گرامی

حضرت اقدس مولانا **شاہ عبدالقادر** رائے پوری قدس سرہ
مسند نشین ثانی
خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور

(ایک واقعہ بیان) فرمایا: ”بریلی میں ایک بڑا شُہدا یعنی بدمعاش تھا، جو بڑوں بڑوں کو راہ چلتے پیٹ دیتا تھا۔ کوتوال، مجسٹریٹ اور بڑے ذی وجاہت (معززین) اُمرا و حُکّام اس سے نالاں تھے۔ سب نے مل ملا کر اس کو ایک قتل کے مقدمے میں پھانس دیا۔ جب حوالات میں (قید کے دوران عدالت سے) پھانسی کا حکم ہوا تو وہ شخص توبہ تِلّا کرکے اور ہر وقت یادِ الٰہی میں رہنے کی وَجہ سے بڑا نیک اور نورانی چہرہ ہوگیا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ میں نے اَور بڑے بڑے عیب کیے، خدا معاف کرے، مگر اس مقدمے میں مَیں بے قصور ہوں۔ مگر یہ گرفتاری اپنے گزشتہ عیوب کا بھگتان ہے۔ پھانسی کے حکم پر اس نے اپیل کی، مگر پہلے حکم کی بنا پر اس کو حکام نے جلد جلد پھانسی پر لٹکا دیا اور چند گھنٹے کے بعد اس کی اپیل کی منظوری کی اطلاع آئی، مگر اب کیا (بچا) تھا۔“

پھر فرمایا کہ: ”انسان کو اس طرح رہنا چاہیے، جس طرح پھانسی کا حکم ہونے کے بعد حوالاتی ہوتا ہے اور (اُسے) ہر وقت موت یاد رہے (کہ اعمال کی جواب دہی کا سامنا کرنا ہے)۔“

(۳۰ ذی قعدہ ۱۳۶۵ھ/ ۲۶ اکتوبر 1946ء، بروز: ہفتہ، مقام: رائے پور)

(ارشاداتِ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، ص 181، طبع: رحیمیہ مطبوعات، لاہور)

ترتیبِ مضامین

- حضرت آدمؑ کے زمین پر آنے کا سبب
- متعدی امراض سے متعلق نبویؐ تعلیمات
- عالمی استعماری نظام کا انسانیت پر نیا حملہ
- فتنوں کی اقسام اور اُن کی پہچان (1)
- خلافتِ بنواُمیہ کے ساتویں خلیفہ؛ ولید بن عبدالملک (1)
- وبا کے سائے میں
- امریکا۔ طالبان امن معاہدہ!
- فتنہ؛ جو سب کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا
- سماج کی پرتوں میں فتنوں کی چھ اقسام
- خوف کا کاروبار؛ سامراجی ہتھیار
- فتنے کے مادی اسباب اور وظیفوں کی تکرار
- موجودہ فتنے کا مقابلہ شعور اور ہمت سے کرنا ہے
- قیامِ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ/ 2020ء
- احکام و مسائل رمضان المبارک
- نقشہ اوقات سحر و افطار رمضان المبارک

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ ٹرسٹ لاہور

رحیمیہ ہاؤس، 33/A کوئینز روڈ (شارع فاطمہ جناح) لاہور
0092-42-36307714,36369089-www.rahimia.org
Email: info@rahimia.org

رحیمیہ کا انگلش ایڈیشن ہماری ویب سائٹ پر پڑھا جاسکتا ہے۔

رقومات کی ترسیل بنام ”ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ ٹرسٹ لاہور“ اکاؤنٹ نمبر **0010030341820010** الائیڈ بینک مزنگ چونگی برانچ لاہور، برانچ کوڈ 0533

www.rahimia.org

درسِ قرآن

تفسیر: شیخ التفسیر مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری

حضرت آدمؑ کے زمین پر آنے کا سبب

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۠ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿٣٦﴾ (2:36)

(پھر ہلا دیا شیطان نے ان کو اس جگہ سے، پھر نکالا اُن کو اس عزت و راحت سے کہ جس میں تھے۔ اور ہم نے کہا تم سب اُترو، تم سب ایک دوسرے کے دشمن ہوگے۔ اور تمھارے واسطے زمین میں ٹھکانا ہے۔ اور نفع اٹھانا ہے ایک وقت تک۔)

گزشتہ آیت میں ذکر تھا کہ حضرت آدمؑ کو خلافت دینے کے بعد جنت میں پُرسکون ماحول میں کھانے پینے کی سہولت عطا کی گئی۔ نیز اُن سے کہا گیا کہ: ''وہ گندم یا انگور کے درخت کے قریب نہ جائیں، ورنہ وہ اپنے اوپر ظلم کرنے والے ہوں گے۔'' اس آیت میں بتلایا جا رہا ہے کہ شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈال کر اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرائی۔ تب حضرت آدمؑ اور حضرت حوّاؑ نے اللہ کے سامنے دل سے ندامت اور توبہ کی۔ اللہ نے معاف کر کے خلافت کی ذمہ داریاں نبھانے کے لیے زمین پر بھیج دیا۔

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ: حضرت آدمؑ کو سجدے سے انکار کرنے کے سبب اللہ تعالیٰ نے شیطان کو ذلیل اور رُسوا کر کے وہاں سے نکال دیا تو اُس کے دل میں حضرت آدمؑ کے خلاف حسد، کینہ اور بغض اپنی انتہا کو پہنچ گیا۔ اس لیے کہ وہ خود زمین پر اللہ کا خلیفہ بننا چاہتا تھا، جب کہ اس کے اندر چھپی بداَخلاقی کے سبب وہ اس اعزاز کا مستحق نہیں تھا۔ حضرت آدمؑ کو اس عزت سے محروم کرنے کے لیے شیطان موقع کی تلاش میں تھا۔ اُس نے انھیں دھوکے سے بہکایا۔

سورت الاعراف میں اس طرح ہے: ''پھر شیطان نے اُن کے دل میں وسوسہ ڈالا، تاکہ اُن کی شرم گاہیں — جو ایک دوسرے سے چھپائی گئی تھیں — اُن کے سامنے کھول دے۔ اور کہا: تمھیں تمھارے ربّ نے اس درخت سے نہیں روکا، مگر صرف اس لیے کہ کہیں تم فرشتے ہو جاؤ، یا ہمیشہ کے لیے رہنے والے ہو جاؤ۔ اور ان دونوں کے سامنے قسم کھائی کہ البتہ میں تمھارا خیر خواہ ہوں۔ پھر انھیں دھوکے سے مائل کر لیا۔ پھر جب ان دونوں نے درخت کو چکھا تو اُن پر اُن کی شرم گاہیں کھل گئیں۔ اور وہ اپنے اوپر بہشت کے پتے جوڑنے لگے۔'' (7:20-21) ان آیات سے معلوم ہوا کہ شیطان نے حضرت آدمؑ اور حضرت حوّاؑ کی چھپی ہوئی شرم گاہیں کھلوانے کے لیے اُن کے دل میں وسوسہ ڈالا اور انھیں دھوکا دیا۔ اس پر انھوں نے گندم یا انگور کا ممنوعہ درخت کھا لیا، جس کے نتیجے میں ان دونوں میں جنسی جذبات پیدا ہوئے۔ اس سے مغلوب ہو کر جنسی تعلق کے سبب اُن کی شرم گاہیں کھلیں۔ اس طرح حضرت آدمؑ اور حضرت حوّاؑ کی طبعی بہیمیت کا اظہار ہوا۔

حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں: ''پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک تقریب پیدا کی کہ حضرت آدمؑ کو زمین پر بھیجا جائے، تاکہ خلافت کے جس کام کے لیے پیدا ہوئے ہیں، وہ سرانجام دیں۔ چناں چہ اُن کی طبیعت پر شہوت کا غلبہ ہوگیا۔ اس حالت میں انھیں سچے علم اور باطل کے درمیان اشتباہ پیدا ہوگیا۔ حق بات یہ ہے کہ جنت میں رہنے کے مخصوص زمانے میں اللہ کا ایک سچا حکم یہ تھا کہ: ''یہ درخت کھانا حرام ہے۔ ایسا کرنا جنت سے نکلنے اور بھوک، پیاس اور مشقتوں کا باعث بنے گا۔'' ایک دوسرا صحیح علم یہ الہام کیا گیا تھا کہ: ''یہ درخت کھانا نوعِ انسانی کی بقا کا ذریعہ اور خلافت سے متعلق ارادۂ الٰہیہ کو پورا کرنے کا باعث ہے۔'' حضرت آدمؑ کی طبیعت پر جب یہ دونوں علم نازل ہوئے تو انھیں اشتباہ پیدا ہوا۔ وہ حیران و پریشان رہے۔ شیطان کے وسوسہ ڈالنے اور اُس کی طرف سے قسمیں اٹھانے پر وہ یہ سمجھے کہ یہ درخت کھانے سے وہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔ اس طرح صحیح علم میں باطل کی ملاوٹ ہوگئی۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے: ''آدم بھول گئے اور ہم نے اُن میں پختہ عزم نہیں پایا'' (115:20) (تاویل الاحادیث، ص:14) اس غفلت پر حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ نے اللہ سے گڑگڑا کر معافی مانگی۔ چناں چہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی توبہ قبول کی اور انھیں زمین پر جانے کا حکم دے دیا۔

وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ : حضرت آدمؑ نے خلافت کے لیے درکار اعلیٰ علمی صلاحیت کا فرشتوں کے سامنے اظہار کر کے اپنی مَلَکی قوت کی صلاحیت ظاہر کی تھی۔ اب اگرچہ شیطان نے حسد اور کینہ رکھتے ہوئے اپنے خیال کے مطابق دشمنی کی تھی کہ حکمِ الٰہی کی خلاف ورزی سے آدمؑ بھی راندۂ درگاہ ہوں گے، لیکن اُس کی کارستانی ناکام ہوگئی۔ بلکہ حضرت آدمؑ اور حضرت حوّاؑ کے طبعی تقاضوں کی تکمیل کا موقع پیدا ہوگیا۔ اب یہ ضروری تھا کہ انھیں خلافت کی ذمہ داریاں نبھانے کے لیے زمین پر بھیجا جائے۔ اس لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے حکم دیا کہ تم نیچے زمین پر چلے جاؤ۔ اب جن انسانوں میں مَلَکیت کی اعلیٰ درجے کی صلاحیت ہوگی اور وہ اپنے طبعی تقاضوں کو بہ قدرِ ضرورت پورا کریں گے، انھیں ترقی اور کامیابی ملے گی۔ اور جو لوگ شیطان کے زیرِ اثر اپنی بہیمیت کے تقاضوں سے مغلوب ہوں گے اور مَلَکیت کو بالکل بھول کر شیطان کے پیروکار بنیں گے، ان دونوں جماعتوں کے درمیان ہمیشہ دشمنی کا سلسلہ جاری رہے گا۔

وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿٣٦﴾: اس طرح حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر بھیج دیا گیا۔ دوسری جگہ ارشادِ ربانی ہے کہ: ''تمھارے لیے زمین میں ٹھکانا ہے۔ اور ایک وقت تک نفع اٹھانا ہے۔ فرمایا: تم اسی میں زندہ رہو گے اور اسی میں مروگے اور اسی سے نکالے جاؤ گے۔'' (7:25) اس طرح حضرت آدمؑ اور اُن کی اولاد کو زمین پر زمان و مکان کی پابندی کے ساتھ خلافت کی ذمہ داریاں نبھانے اور علم و عدل کی بنیاد پر کردار ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس کے لیے ہر انسان کے واسطے ایک خاص زمانۂ حیات (life time) اور ایک مخصوص ''مستقر'' اور مقام (space) مقرر کر دیا۔ وہ زمین پر اپنی زندگی میں مقرر کردہ زمانے اور موجودہ مقام میں اعتدال اور توازن برقرار رکھے۔ اپنی شخصیت میں، اپنے خاندان اور عائلی نظام میں، ملکی ریاست اور قومی نظام میں اور کل انسانیت کے حوالے سے عدل و انصاف کا ایسا ماحول اور نظام قائم کرے، جس میں انسانوں کے درمیان دشمنی کے بجائے امن و امان، معاشی خوش حالی پیدا ہو۔ وہ اس دنیا اور آخرت میں ترقی اور کامیابی کا مستحق بنے۔

درسِ حدیث

از: مفتی عبدالخالق آزادرائے پوری

متعدی امراض سے متعلق نبوی ﷺ تعلیمات

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: "لاَ عَدْوَی، وَ لاَ طِیَرَةَ، وَ لاَ هَامَةَ، وَ لاَ صَفَرَ، وَ فِرَّ مِنَ الْمَجْذُومِ کَمَا تَفِرُّ مِنَ الْأَسَدِ." [البخاری: 5707]

(حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، اور نہ کوئی پرندہ منحوس ہوتا، اور نہ اُلو میں نحوست ہوتی ہے، اور نہ ہی ماہِ صفر میں کوئی نحوست ہے۔ اور کوڑھ کے مریض سے ایسے بھاگو جیسے تم شیر سے بھاگتے ہو۔)

اس حدیث کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں علم و شعور کے برخلاف جہالت پر مبنی کچھ مزعومہ تصورات کا ردّ کیا گیا ہے اور اصل حقیقت واضح کی گئی ہے۔ حضور ﷺ کے زمانے میں یہ سمجھا جاتا تھا کہ ''عَدْوَی'' یعنی ایک مریض کا مرض ازخود دوسرے مریض کو ہر حال میں منتقل ہو جاتا ہے۔ چناں چہ اونٹ پالنے والے عربوں میں یہ تصور تھا کہ خارشی اونٹ سے ہی دوسرے اونٹ کو خارش کا مرض لاحق ہو جاتا ہے۔ وہ موت کا اصل سبب اسی کو قرار دیتے تھے۔ حضورؐ نے اس تصور کی نفی کی اور فرمایا کہ: **"لاَ عَدْوَی"** یعنی کسی کا مرض کسی دوسرے میں سرایت نہیں کرتا۔ چناں چہ جب حضورؐ نے یہ بات فرمائی تو ایک دیہاتی نے کھڑے ہو کر کہا کہ: ''ہمارے اونٹ ہرنیوں کی طرح چوکڑی بھرتے اور صحت مند ہوتے ہیں، لیکن ایک خارشی اونٹ ان میں داخل ہو کر سب کو خارش کا مریض بنا دیتا ہے۔'' اس پر حضورؐ نے فرمایا: **"فمن أعدی الأوّل؟"** [رواہ البخاری: 5775] (سب سے پہلے والے اونٹ میں کس نے مرض پیدا کیا؟)، یعنی پہلے مریض (zero patient) میں کس نے مرض پیدا کیا؟ اسی طرح زمانۂ جاہلیت میں مرض کی طرح چند دیگر اشیا، مخصوص پرندوں، صفر کے مہینے وغیرہ میں بھی نحوست کے تصورات بھی رواج پذیر تھے۔ اس حدیث میں حضورؐ نے ایسے تمام تصورات کو بھی رد کر دیا۔ حدیث کا یہ حصہ دیگر حضرات صحابہ کرامؓ؛ عبداللہ بن مسعودؓ، عائشہ صدیقہؓ، ابن عمرؓ، ابن عباسؓ، جابرؓ اور انس بن مالکؓ سے بھی مروی ہے۔ حدیث کا یہ حصہ ''مشہور'' احادیث میں سے ہے۔

اس حدیث میں آپؐ نے واضح کیا کہ اس کرۂ ارض پر پیدا ہونے والے امراض، موجود اشیا اور گردشِ زمانہ سے وجود میں آنے والے ماہ و ایام ایک طے شدہ نظام کے تحت کام کر رہے ہیں۔ ان میں ذاتی طور پر کوئی ''سعد'' اور ''نحس'' نہیں ہوتا۔ اللہ کی ذات پر توکل و اعتماد اور اس کے نظام پر پختہ یقین ہونا ایک مؤمن کی خصوصیت ہے۔

اس حدیث کے آخری حصے میں فرمایا: ''جس آدمی کو کوڑھ کا موذی مرض لاحق ہو جائے تو اس سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔'' حضرت عائشہؓ سے ایک روایت میں ہے کہ: **"لا عدوی، و إذا رأیت المجذوم ففرّ کما تفرّ من الأسد"** (کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، اور جب تم کسی کوڑھی کو دیکھو تو اس سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہیں)۔ [رواہ ابن خزیمہ فی ''کتاب التوکّل''] اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ سے ایک روایت میں مروی ہے کہ: **"لا یُوردنّ ممرض علٰی مصحّ"** [رواہ مسلم: 5791] (کسی مریض جانور کو صحیح جانور کے سامنے مت لاؤ)۔

لیکن حضرت جابرؓ سے یہ روایت بھی مروی ہے کہ: ''رسول اللہ ﷺ نے کوڑھی کے مریض کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ اپنے کھانے کے برتن میں داخل کیا۔ پھر اس سے فرمایا کہ: ''بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ اور اللہ پر اعتماد اور اُس پر توکل کرو۔'' [رواہ الترمذی: 1817] اسی طرح حضرت عائشہؓ سے ایک عورت نے کوڑھی کے بارے میں سوال کیا تو آپؓ نے فرمایا کہ: ''حضورؐ نے فرمایا ہے کہ: **"لا عدوَی"**. پھر فرمایا کہ: ''میرا ایک غلام اس مرض میں مبتلا تھا۔ وہ میرے برتن میں کھاتا تھا، میرے پیالے میں پیتا تھا اور میرے بستر پر سوتا تھا۔'' [أخرجه الطّبری، قالهٗ ابن حجر فی ''فتح الباری شرح البُخاری'']

مشہور محدث حافظ ابنِ حجر ''شرح بخاری'' میں فرماتے ہیں کہ: ''کوڑھی کے سلسلے میں مختلف احادیث وارد ہوئی ہیں۔ اس حوالے سے حضرت عمرؓ اور سلف صالحین کی ایک جماعت کا مسلک یہ ہے کہ کوڑھی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانا درست ہے اور اس سے دور رہنے سے متعلق جو روایات ہیں، وہ منسوخ ہیں۔ لیکن دیگر حضرات کی رائے یہ ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں تطبیق کی جا سکتی ہے کہ کوڑھی کے مریض سے دور رہنا احتیاط کے طور پر ہے اور حضورؐ کا اس کے ساتھ ایک برتن میں کھانا شرعی جواز کو بیان کرنا ہے۔'' [فتح الباری شرح البخاری، کتاب الطِّبّ، ج:10، ص: 59-158]

ان احادیث کی تشریح کرتے ہوئے حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ: ''ایک آدمی سے دوسرے آدمی میں مرض سرایت نہ کرنے کا قطعاً مطلب یہ نہیں کہ کسی مریض سے تندرست آدمی میں کوئی مرض بالکل منتقل نہیں ہوتا۔ اصل بات یہ ہے کہ عرب لوگ اس کو ایک مستقل سبب سمجھتے تھے۔ وہ اللہ پر سرے سے توکل اور اعتماد کرنا بھول چکے تھے۔ حق اور سچی بات یہ ہے کہ کسی مریض کا مرض دوسرے لوگوں میں بیماری کا باعث بھی ہوتا ہے، جب اللہ تعالیٰ کا حکم اور قضا اُس کے خلاف کام نہ کر رہی ہو۔ اس لیے کہ جب اللہ تعالیٰ کا حکم جاری ہوتا ہے تو اسباب کے نظام کو باقی رکھتے ہوئے وہ نافذ ہو جاتا ہے۔ اس نکتے کو شریعت کی زبانی یوں تعبیر کیا گیا کہ کسی مریض سے دوسرے آدمی کو مرض لاحق ہونا ''اسبابِ عقلیہ'' میں سے نہیں ہے، بلکہ کائنات میں جاری دیگر ''اسبابِ عادیہ'' کی طرح صرف ایک سبب ہے۔'' [حجۃ اللہ البالغہ، بیان الطب، ص:489]

''سببِ عقلی'' وہ ہے کہ اگر وہ سبب پایا جائے تو لازمی طور پر اُس کا مسبَّب پایا جائے۔ ''سببِ عادی'' وہ ہوتا ہے کہ جو کسی مسبَّب کے دیگر اسباب میں سے ایک سبب بن جاتا ہو۔ شاہ صاحبؒ کی اس تشریح سے معلوم ہوا کہ متعدی مرض کبھی دوسرے انسانوں میں سرایت کرتا ہے، جب دیگر اسباب مثلاً قوتِ مدافعت (immunity) وغیرہ کمزور ہوں اور اللہ تعالیٰ کا حکم بھی کارفرما ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جانوروں اور انسانوں کی صحت اور مرض کا فطری نظام بنایا ہے، جو اسباب و مسبّبات کے تحت کام کرتا ہے۔ انسان جب انسانیت سے بغاوت کرتے ہوئے خلافِ فطرت کام کرتا ہے تو اسباب و مسبّب کے نظام کے تحت امراض پیدا ہوتے ہیں۔ چناں چہ ایک مسلمان پر لازم ہے کہ وہ احتیاطی تدابیر بھی اختیار کرے، لیکن خوف اور وہم میں مبتلا نہ ہو، بلکہ اللہ تعالیٰ پر مکمل اعتماد اور ایمان و یقین رکھتے ہوئے پورے اعتماد اور حوصلے کے ساتھ کام کرے۔

شذرات

عالمی استعماری نظام کا انسانیت پر نیا حملہ

گزشتہ مہینے کے آخری عشرے سے پاکستانی قوم پر ایک خوف اور دہشت مسلط کردی گئی ہے، جس نے آہستہ آہستہ ملک کے طول وعرض کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ ابھی قوم دہشت گردی، بم بلاسٹنگ اور خودکش حملوں سے جاں بر نہ ہوئی تھی کہ ایک نئی مصیبت نے قوم کو دبوچ لیا ہے۔ اس وائرس کی گونج چین، اٹلی، یورپ اور امریکا سے ہوتی ہوئی ایران کے تفتان بارڈر سے ہمارے وطنِ عزیز میں بھی سنی جانے لگی۔ لوگ اس کا شکار ہوتے رہے۔ دھیرے دھیرے مریضوں کی تعداد بڑھنے لگی۔ پہلے صوبائی حکومتوں اور پھر مرکز نے بھی لاک ڈاؤن کا اعلان کردیا۔ اب حال یہ ہے کہ لوگ گھروں میں آئسولیٹ یعنی تنہا ہوکر رہ گئے ہیں۔ اس خوف وہراس کی فضا میں کئی ایک بیانیے گردش کررہے ہیں۔ لوگ خوف زدہ ہیں۔ جو کوئی جیسا مفروضہ اور احتیاط بتاتا ہے، وہ اسے اختیار کرلیتے ہیں۔ گویا ان کی یہ حالت حسبِ ذیل ہے ؎

برائے نام ہی سہی بہ احتیاط کیجیے   درون کذب وافترا، صداقتیں خلط ملط

اس حوالے سے قومی و بین الاقوامی سطح پر حکومتوں کا بیانیہ ایک ہے، جس کی صدا ہم سب اپنے میڈیا پر ملاحظہ کررہے ہیں۔ میڈیا نے اس معاملے میں خاصا خوف وہراس پیدا کیا ہے، جس کے متعدد اسباب ہیں۔ ایک ایسا مرض جو جان لیوا نہیں، بلکہ اس سے شفایاب ہونے کی تعداد کئی ایک مہلک امراض سے کہیں زیادہ ہے، لیکن اسے ایک خوف کی علامت کے طور پر متعارف کروانا پسِ پردہ کئی ایک محرکات کو بے نقاب کرتا ہے۔ بعض ملکوں کے وزرا اس بات کا اظہار کرچکے ہیں کہ ہم عالمی ادارۂ صحت (W.H.O) کی ہدایات کے پابند ہیں اور موجودہ کرونا وائرس کے مقابلے کے لیے ہم اسی ادارے کی بنائی حکمتِ عملی پر عمل پیرا ہیں۔ یہ بھی ایک کھلی حقیقت ہے کہ W.H.O کا ڈھانچہ امریکا کے نظامِ صحت پر قائم ہے۔ آج دنیا بھر کے ممالک میں جہاں جہاں بھی اس وائرس کے بارے میں میڈیا پر آگہی دی جارہی ہے، وہ صرف W.H.O کے نظامِ صحت کے حوالے سے ہی ہے۔ کسی دوسرے متبادل طریقۂ علاج کی رائے نہیں لی جارہی، بلکہ بعض جگہوں پر تو متبادل طریقۂ علاج کی کوشش کو غیرقانونی اقدام سمجھ کر اُن کے خلاف کارروائی بھی عمل میں لائی گئی۔ جب کہ دوسری طرف یہ حقیقت اور اطلاعات بھی پیشِ نظر رہنی چاہئیں کہ یہ وائرس جس سے خلقِ خدا کو ایک آزمائش اور فتنے میں ڈال دیا گیا ہے، قدرتی نہیں، بلکہ مصنوعی ہے اور اسے خاص مقاصد کے لیے لیبارٹری میں تیار کیا گیا ہے۔ جیسے جیسے حالات آگے بڑھ رہے ہیں، سائنسی ماہرین کی طرف سے اصل حقائق اور اعداد وشمار سامنے آرہے ہیں، اور عالمی اداروں کی طرف سے اس وائرس سے متعلق دی گئی معلومات پر شکوک وشبہات کا اظہار کیا جارہا ہے، جو یقیناً تشویش ناک ہے۔ اندازہ یہ ہے کہ اس سارے کھیل کے پیچھے مغربی استعمار چھپا بیٹھا ہے اور یہ منطق کہ یہ وائرس خود سرمایہ دار ملکوں میں بھی پھیل رہا ہے تو سرمایہ داری کی تاریخ سے واقف اس کی سفاکیت سے آگاہ ہیں کہ اس نے ہمیشہ اپنے مفادات کے لیے معصوم انسانوں کا ناحق خون بہایا ہے۔

اب اس سوال کا جواب تلاشنا اہم ہے کہ سرمایہ داری نظام آخر ایسا کیوں کرنا چاہ رہا ہے؟ اس کا جواب امپیریلزم کی حقیقت کو سمجھنے کے ساتھ جڑا ہوا ہے کہ استعماری قوتوں نے ہمیشہ اپنی بالادستی کو قائم رکھنے اور دنیا کو کنٹرول کرنے کے لیے نت نئے حربے اور طریقے ایجاد کیے ہیں۔ تاریخِ انسانی کی بیشتر جنگیں اسی استعماری جذبے کا شاخسانہ ہیں۔ ماضی قریب کی جنگوں نے ثابت کیا ہے کہ کس طرح ان قوتوں نے ملکوں کے درمیان جنگیں کرواکے انھیں کمزور کرنے کے بعد اپنے آپ کو طاقت کا محور منوایا ہے۔ گزشتہ ادوار میں جنگوں میں فتح عددی اکثریت اور اسلحے کے زور پر حاصل کی جاتی رہی ہے۔ ماضی میں سب سے بڑی تجارت بھی ہتھیاروں کی ہی رہی ہے۔ اب ہتھیاروں کی ٹیکنالوجی عام ہوچکی ہے۔ بہت سے ملک اپنے دفاع کا ساز وسامان خود بنانے لگے ہیں، حتیٰ کہ بہت سے ملک ایٹمی ٹیکنالوجی حاصل کرنے میں بھی کامیاب ہوگئے۔ کئی ایک تو اعلانیہ ایٹم بم بھی بناچکے ہیں۔ لہٰذا اب استعمار' دنیا کو کنٹرول کرنے کے نئے طریقے تلاش کرنے کے راستے پر گامزن ہے۔ مثلاً مصنوعی طریقوں سے موسموں پر کنٹرول حاصل کرنا اور ہارپ ٹیکنالوجی کے ذریعے سے سونامی، طوفان، زلزلوں اور سیلابوں سے انسانی آبادیوں کو تہہ وبالا کرنا' اس کے جدید طریقہ ہائے جنگ ہیں، جس کی ہمیں چند سال پہلے دنیا میں رونما ہونے والے واقعات سے مثالیں بھی مل جاتی ہیں۔

اب یہ استعماری نظام دنیا کو بائیولوجیکل وار کی طرف لے کر جارہا ہے، جس میں بیماریوں اور وائرسز کے ذریعے دنیا کو کنٹرول کرنے اور اپنی مصنوعات فروخت کرنے کا عالمی پروگرام تشکیل دیا جارہا ہے۔ اب اسلحے کی فروخت سے زیادہ میڈیسن اور میڈیکل کِٹس فروخت کرکے اپنے معاشی اہداف کو حاصل کیا جائے گا۔ اسی لیے آج دنیا میں ادویات سازی اور اس کی فروخت دنیا کا سب سے بڑا کاروبار بن چکا ہے۔ اس لاک ڈاؤن میں ملکوں کی معیشت تباہی کے دھانے کی طرف بڑھ رہی ہے، جسے بعدازاں آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے قرضوں کے ذریعے بحال کرنے کے لیے اس عمل کا جواز تراشا جائے گا۔

آج خوف سے دھندلائی اس فضا میں حقیقی صورتِ حال کو سمجھنا اور اس پر رہنمائی دینا باشعور حلقوں کا سب سے اہم فریضہ ہے۔ یہ حالات ایسی قیادت کی موجودگی وقت کا تقاضا ثابت کررہے ہیں۔ اسی لیے ولی اللّٰہی فکر سے وابستہ نوجوانوں کو ان کے قائدین کی طرف سے عوامی خدمت کے لیے جہاں اس وائرس سے بچاؤ کی احتیاطی تدابیر اختیار کرنے اور عوام میں اس کی آگہی اور شعور پیدا کرنے کے لیے کہا گیا ہے، وہیں استعماری قوتوں کی طرف سے انسانیت پر اس بائیولوجیکل وار مسلط کرنے کا شعور بھی اُجاگر کیا جارہا ہے۔ ہمارے نوجوانوں کو احتیاط کے نام پر سماجی تنہائی کا شکار ہونے کے بجائے آگے بڑھ کر اس مصیبت میں گھرے انسانوں کی مالی اور طبی مدد کے ساتھ ساتھ ان کی نفسیاتی بحالی کا کام بھی کرنا ہے۔ انھیں خوف سے نکال کر دُکھی انسانیت کی خدمت کے جذبے سے سرشار کرنا ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس فتنے اور مصیبت سے قوم اور انسانیت کو نجات اور فتح نصیب فرمائے۔ (آمین!)

(مدیر)

www.rahimia.org

فتنوں کی اقسام اور اُن کی پہچان 1

مترجم: مفتی عبدالخالق آزادرائے پوری

امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں: ''جاننا چاہیے کہ فتنوں کی چند اقسام ہیں:

(1۔ فتنۂ شخصیت): انسان کا ذاتی فتنہ یہ ہے کہ اُس کا دل ایسا سخت ہوجائے کہ اُسے احکاماتِ الٰہی کی فرماں برداری کی حلاوت حاصل نہ ہو اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے مناجات کی لذت جاتی رہے۔ یاد رہے کہ انسانی شخصیت کے تین شعبے ہیں:

(۱) قلب: انسان میں تمام احوال و کیفیات کی ابتدا دل سے ہوتی ہے، مثلاً غصہ، جرأت، حیا، محبت، خوف، قبض (قلبی ناپسندیدگی)، بسط (دل کی کشادگی) وغیرہ۔

(۲) عقل: انسان کی عقل اُن علوم کا مرکز ہے، جو اُسے اپنے حواس (دیکھنے، سننے، چکھنے، سونگھنے اور محسوس کرنے) سے حاصل ہوتے ہیں۔ خواہ وہ تجربے، اندازے وغیرہ سے حاصل کیے ہوئے ''بدیہی علوم'' ہوں، یا دلیل و منطق اور مکالمے اور مباحثے سے ہونے والے نظریاتی علوم ہوں۔

(۳) طبیعتِ انسانی: یہ انسانی نفس کی بقا کے لازمی تقاضوں یا حیوانی تقاضوں کا مرکز ہے، جیسا کہ کھانا، پینا، سونا اور جنسی تعلق قائم کرنا وغیرہ۔

(قلبِ انسانی کی درجِ ذیل اقسام ہیں:)

(۱) قلبِ بہیمی: جب انسان کے دل پر حیوانی خصلتوں اور عادات کا غلبہ ہوتا ہے تو اُس کے دل کی خوشی اور تنگی کی کیفیت جانوروں کی طرح ہوجاتی ہے۔ جیسا کہ اپنی طبیعت اور وہم کے سبب سے جانوروں میں ہوتا ہے۔ ایسا دل ''قلبِ بہیمی'' ہے۔

(۲) قلبِ شیطانی: جب انسان کا دل نیند میں یا جاگنے کی حالت میں شیطانی وسوسوں کو قبول کرتا ہے تو ایسے انسان کو ''شیطان الانس'' (انسانی شیطان) کہا جاتا ہے۔

(۳) قلبِ انسانی: جب انسان کا دل مَلَکیت کی عادات واحوال کا خوگر بنتا ہے تو ایسے دل کو ''قلبِ انسانی'' کہا جاتا ہے۔ اس کے تمام قلبی حالات و کیفیات؛ خوف اور محبت وغیرہ سچے افکار وخیالات اور صحیح نظریات کی طرف میلان رکھتے ہیں۔

(۴) قلبِ روحانی: جب انسانی دل کی مذکورہ بالا کیفیت مزید صاف ستھری ہوکر قوت حاصل کرلیتی ہے اور دل کا نور مزید بڑھتا ہے تو ایسے دل کو ''روح'' کہا جاتا ہے۔ چناں چہ وہ بغیر کسی دلی تنگی کے ان روحانی عادات سے خوشی محسوس کرتا ہے اور بغیر کسی تکلف اور تصنع کے اُن کیفیات سے مانوس ہوجاتا ہے۔ اس کی یہ کیفیات اس کے سانس کی طرح اس کی جان کا حصہ بن جاتی ہیں۔ مَلَکیت کے خواص اس کا مزاج بن جاتے ہیں، اس کے لیے اسے کوئی محنت نہیں کرنی پڑتی۔

(عقلِ انسانی کی درجِ ذیل اقسام ہیں:)

(۱) (عقلِ بہیمی:) جب بھی عقل پر بہیمی عادات واطوار غالب ہوجاتی ہیں تو وہ اس کے مکر وفریب اور دھوکے میں آجاتی ہے۔ اس کی عقل پر طبعی تقاضوں کو اُبھارنے والے نفسانی خیالات غالب ہوجاتے ہیں۔ چناں چہ اگر وہ جنسی طاقت رکھتا ہے تو اُس کے نفس میں جماع وغیرہ کے خیالات آتے ہیں۔ اگر وہ بھوکا ہو تو انواع و اقسام کے کھانوں کے خیالات غالب رہتے ہیں وغیرہ۔

(۲) (عقلِ شیطانی:) جب عقل پر شیطانی وسوسے اور خیالات کا غلبہ ہوتا ہے تو اُس کی عقل پر انسانی ترقی کے بہتر اجتماعی نظاموں کو توڑنے کے نفسانی خیالات غالب آجاتے ہیں۔ وہ انسانی اجتماع کے صحیح افکار ونظریات اور اعتقادات میں شکوک و شبہات کا شکار ہوجاتا ہے۔ اُس کا رُجحان سوسائٹی کے لیے ایسے بُرے کاموں کی طرف ہوجاتا ہے، جنھیں انسانوں کی فطرتِ سلیم قبول نہیں کرتی۔

(۳) (عقلِ سلیم:) جب اُس پر ایک درجے میں مَلَکی روح کی عادتیں غالب آتی ہیں تو اُسے ''عقل'' کہا جاتا ہے۔ ایسی عقل بدیہی یا نظری طور پر حاصل علومِ ارتفاقات کو تسلیم کرتی ہے اور اللہ کی طرف رجوع سے متعلق علوم کی تصدیق کرتی ہے۔

(۴) (عقلِ سِرّی:) عقلِ سلیم جب مزید صاف ستھری ہوجاتی ہے اور اُس کا نور مضبوط ہوتا ہے تو اسے ''سِرّ'' کہا جاتا ہے۔ وہ غیب سے حاصل ہونے والے علوم کو قبول کرتی ہے۔ خواہ وہ علوم (سچے) خواب کی صورت میں حاصل ہوں، یا فراست، کشف اور کسی غیبی آواز وغیرہ کے ذریعے سے حاصل ہونے والے علوم ہوں۔

(۵) (عقلِ خفی:) جب عقلِ سِرّی' زمان ومکان سے بالاتر مجرداتِ عالَم اور ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف میلان رکھے تو اُسے ''خفی'' کہا جاتا ہے۔

(طبیعتِ نفسانی کی درجِ ذیل اقسام ہیں:)

(۱) (نفسِ امارہ:) جب انسانی طبیعت' بہیمی عادات واطوار کی طرف بہکنے لگے تو اسے ''نفسِ امارہ'' (برائی پر اُبھارنے والا نفس) کہا جاتا ہے۔

(۲) (نفسِ لوامہ:) جب انسانی طبیعت' بہیمیت اور مَلَکیت کے درمیان ڈولتی رہے اور وہ کبھی اِدھر (مَلَکیت) کبھی اُدھر (بہیمیت) چلی جائے تو وہ ''نفسِ لوامہ'' ہے۔

(۳) (نفسِ مطمئنہ:) جب انسانی طبیعت' شریعت کی پابندیوں کو قبول کرے، اُس سے بغاوت نہ کرے، اُس کی اتباع سے بالکل نہ ہٹے تو وہ ''نفسِ مطمئنہ'' ہے۔

(2۔ فتنۂ عائلی:) انسان کے گھر کا فتنہ یہ ہے کہ خاندانی نظام میں فساد پیدا ہوجائے۔ اس فتنے کی طرف نبی اکرمؐ نے اپنے اس قول میں اشارہ فرمایا ہے کہ: ''ابلیس پانی پر اپنا تخت لگا کر بیٹھتا ہے... پھر فرمایا: اُن شیطانوں میں سے ایک آتا ہے، وہ کہتا ہے: میں نے میاں بیوی کے درمیان تفریق پیدا کرادی۔ تو شیطان اُسے اپنے قریب کرلیتا ہے اور اُسے کہتا ہے کہ تُو بہت اچھا شیطان ہے۔'' (مسلم، حدیث:7106)

(3۔ فتنۂ مملکت:) ایسا فتنہ جو دریا کی لہروں کی صورت میں ملکی قومی نظام میں فساد پیدا کرتا ہے۔ ایسا فساد نااہل لوگوں کی طرف سے حکومت پر مسلط ہونے کی ناحق خواہش سے واقع ہوتا ہے۔ اس فتنے کے بارے میں رسول اللہؐ نے یہ فرمایا ہے کہ: ''شیطان جزیرۃ العرب میں اپنی عبادت سے مایوس ہوچکا ہے، لیکن لوگوں کے درمیان فتنہ پروری کرکے لڑائی کرائے گا۔'' (مسلم، حدیث:7103) (حُجّة الله البالغه، باب الفتن)

تاریخ اسلام کے ناقابلِ فراموش واقعات

مفتی محمد اشرف عاطف، لاہور

خلافتِ بنواُمیہ کے ساتویں خلیفہ

ولید بن عبدالملک 1

ولید بن عبدالملک بن مروان ۵۰ھ/ 607ء میں پیدا ہوئے۔ چھتیس سال کی عمر میں اپنے والد عبدالملک بن مروان کی وفات کے بعد خلیفہ مقرر ہوئے۔ اپنے والد کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوکر ولید نے جامع مسجد دمشق میں خطبہ دیا، جس کا خلاصہ یہ تھا: ''اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کا ولی ایسے شخص کو بنایا ہے، جو حدودِ شرعیہ قائم کرے گا۔ مجرموں اور فساد فی الارض پھیلانے والوں کے ساتھ سختی اور اہل فضل وکمال کے ساتھ احترام واکرام کا رویہ اختیار کرے گا۔ جو بیت اللہ کا حج اور اسلامی سرحدات کی حفاظت کا عزم رکھتا ہے۔ لوگو! تم خلیفہ وقت کی اطاعت کرو اور آپس میں اتحاد واتفاق کو قائم رکھو۔ یاد رکھو! سرکشی وبغاوت کسی صورت قابل قبول نہیں۔''

گورنروں کا تقرر: سب سے پہلے خلیفہ ولید نے اہل اور باصلاحیت افراد کو اہم علاقوں کا گورنر مقرر کیا۔ مثلاً عراق کے پُرشورش علاقے پر حجاج بن یوسف کو جو پہلے سے اس علاقے کے گورنر تھے، بحال رکھا۔ قتیبہ بن مسلم جو اسلامی فتوحات کو ترکستان اور چین تک بڑھانے والے ہیں، ان کو خراسان کا گورنر مقرر کیا۔ موسیٰ بن نصیر جو شمالی افریقی ممالک کو فتح کرتے ہوئے یورپ تک پہنچے تھے، ان کو شمالی افریقی ممالک کا گورنر مقرر کیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو مدینہ منورہ کا گورنر مقرر کیا۔

رفاہی کام: خلیفہ ولید نے رفاہِ عامہ اور انسانی مفادات کے بہت سے عمدہ کام کیے۔ مثلاً سڑکیں بنوائیں۔ ہسپتال قائم کیے۔ مسافروں کے لیے سرائیں بنوائیں۔ کنویں کھدوائے۔ راستوں میں امن وامان کو یقینی بنایا۔ مدینہ منورہ میں پانی کی قلت تھی، مدینہ تک ایک نہر کھدوائی جس سے پانی کی قلت دور ہوئی۔ ۸۷ھ/ 705ء میں جامع مسجد دمشق کی توسیع وتعمیر کی اور اسی سال حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے زیراہتمام مسجدِ نبویؐ کی توسیع ہوئی۔ ازواجِ مطہرات کے حجروں کو مسجدِ نبویؐ میں شامل کیا گیا۔ معذور افراد کے لیے ماہانہ وظائف مقرر کیے اور انھیں بھیک مانگنے کی ممانعت کردی۔ نابینا اور اپاہج افراد کی خدمت کے لیے خادم رکھوائے۔ (دیارِ بکری، ص:312، ج:3 والبدایہ والنہایہ، ص:164، ج:9)

فتوحات: خلیفہ ولید بن عبدالملک کے دور میں کثرت سے فتوحات ہوئیں۔ پیہم فتوحات سے لوگوں کو حضرت عمر فاروقؓ کا زمانہ یاد آ گیا۔ ۸۷ھ/ 705ء میں ولید کے بھائی مسلمہ بن عبدالملک نے بلادِ روم کے بہت سے علاقوں کو فتح کیا۔ انھی کی قیادت میں ۸۹ھ/ 707ء میں آذربائیجان فتح ہوا۔ موسیٰ بن نصیر کی زیرقیادت شمالی افریقا کے بہت سے ممالک مفتوح ہوئے۔ طارق بن زیاد کی زیرکمان ہسپانیہ (سپین) فتح ہوا۔ ولید کے زمانۂ خلافت میں محمد بن قاسم بن یوسف ثقفی — جو حجاج بن یوسف کے بھتیجے تھے — نے ہندوستان کے بہت سے علاقے فتح کیے۔ بلکہ یوں کہیے کہ ولید کی ہمت وعزیمت اور حجاج کی غیرت وحمیت کے نتیجے میں ہندوستان میں اسلام کا بول بالا ہوا اور یہ فتوحات ولید کی خلافت کے کارہائے نمایاں شمار کیے جانے لگے۔ بہت سے مؤرخین نے خلیفہ ولید اور امیر حجاج بن یوسف ہی کو فاتح ہندوستان تسلیم کیا ہے اور اسے ان کے محاسن میں شمار کیا ہے۔

ملکی معیشت

محمد کاشف شریف، راولپنڈی

وبا کے سائے میں

سال 2020ء میں امریکی الیکشن کے تناظر میں امریکا کا دنیا میں جاری مختلف جنگوں سے نکلنا، چین اور روس کو نیچا دکھانا، یورپی یونین کو کمزور کرنا اور امریکا کی مقامی معیشت کو سہارا دینا دراصل موجودہ امریکی انتظامیہ کا ہدف رہا ہے، لیکن اُسے ہر میدان میں کافی سخت مقابلے کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ چناں چہ ایران امریکا کشیدگی، افغانستان سے امریکی فوجوں کی واپسی، امریکا چین تجارتی جنگ اور کرونا وائرس کے بعد OPEC ممالک میں تیل کی ترسیل سے متعلق کھینچا تانی اور ایسے ہی کئی دیگر اُمور کا تعلق امریکی سیاسی رجحان سے ہی ہے۔ اس ماحول میں پاکستانی مقتدرہ نے اپنا حصہ خوب طے کیا۔ چناں چہ افغانستان میں کردار ادا کرنے کے بدلے میں امید بن چلی تھی کہ پاکستان کو IMF اور دیگر عالمی مالیاتی اداروں سے خاطر خواہ امداد مل جائے گی اور اس ماحول میں معدنی تیل کی قیمتوں میں بے پناہ کمی نے تو پاکستان کے دن بدلنے کی نوید سنا دی تھی۔

چناں چہ مقامی سرمایہ کاروں کی جانب سے اس آواز کو بلند کیا جانے لگا کہ اسٹیٹ بینک اب شرح سود کم از کم دو فی صد تک کم کرے، تاکہ کاروباری سرگرمیاں بڑھائی جاسکیں۔ دوسری جانب حکومت سود کی ادائیگی سے بچنے والی رقم کو ترقیاتی کاموں، بالخصوص گھروں کی تعمیر میں لگائے تاکہ روزگار کے ذرائع بڑھیں۔ تیسرا یہ کہ تیل کی عالمی قیمتوں میں کمی کو بجلی، گیس اور ایندھن کی قیمتوں میں کمی کی صورت میں تبدیل کیا جائے اور پیداواری خرچ کو کم کرتے ہوئے برآمدی صنعت کو اَور مضبوط اور مستحکم کیا جائے۔ کرونا وائرس جب تک پاکستان میں نہیں آیا تھا، اُس وقت تک ہماری معیشت عمومی طور پر محفوظ تھی، لیکن ہر گزرتے دن کے ساتھ اب یہ حقیقت واضح ہوچکی ہے کہ پہلے سے نازک اور کمزور معیشت اب شاید ہی بڑے جھٹکے کے لیے تیار ہو۔ جہاں درآمدات میں کمی ہوگی، وہاں برآمدات میں بھی کمی ہوگی۔ تیل کی درآمد سے جو رقم بچے گی، وہ بیرونِ ملک مقیم پاکستانیوں کی ترسیلاتِ زر کی کمی کو ہی برابر کرلے تو کافی ہوگا۔ کیوں کہ اس بات کا غالب امکان ہے کہ عالمی سطح پر کساد بازاری خاص طور پر دوسرے ممالک سے آنے والے مزدوروں پر بھاری پڑے گی اور وہ اپنے گھروں میں پہلے سے کم رقوم بھیج سکیں گے۔

2003ء میں سارس وائرس آیا تھا۔ جب چین کی معیشت کا عالمی پیداوار میں 4 فی صد حصہ تھا۔ اُس وقت دنیا اس قدر باہم متصل نہیں تھی۔ اس لیے 25 ممالک میں 800 کے لگ بھگ اموات برداشت کرلی گئی تھیں، لیکن آج صورتِ حال مختلف ہے۔ آج چین کا دنیا کی کُل پیداوار میں حصہ 19 فی صد ہے اور دنیا ترسیلِ زر وصنف کے ایک پیچیدہ نظام سے منسلک ہے، جس سے خاص طور پر انسانوں کی خوردنی ضروریات بھی وابستہ ہوچکی ہیں۔ کرونا وائرس کا پھیلاؤ یہ بتا رہا ہے کہ مستقبل قریب میں اس تسلسل کے متاثر ہونے کے امکانات بھی ہیں۔

بقیہ صفحہ 7 پر

عالمی منظرنامہ

مرزا محمد رمضان، راولپنڈی

امریکا۔طالبان امن معاہدہ!

ہندوکش کے اونچے پہاڑوں میں گھرا افغانستان، جو شمال میں ہمالیہ کے پہاڑی سلسلے سے جا ملتا ہے، دشوار گزار علاقے، نیم ہموار زمین پر مشتمل ہے۔ یہاں مختلف قومیں اور قبائل آباد ہیں۔ CIA کی فیکٹ بک کے مطابق جولائی 2011ء میں اس کی کل آبادی 2 کروڑ 89 لاکھ 35 ہزار کے لگ بھگ تھی۔

2001ء میں اقوامِ متحدہ کی جانب سے اُسامہ بن لادن کی حوالگی پر مجبور کرنے کے لیے افغانستان پر پابندیاں عائد کردی گئیں۔ اسی سال مارچ میں طالبان نے مذہبی انتہا پسندی کا اظہار کرتے ہوئے ملک میں ہزاروں سال پرانے بدھا کے مجسمے تباہ کردیے۔ 11/ستمبر 2001ء (نائن الیون) کو امریکا کے شہر نیویارک میں واقع ورلڈ ٹریڈ سنٹر مبینہ دہشت گردی کے ذریعے تباہ ہوگیا۔ امریکا نے اسامہ بن لادن کو اس کا ذمہ دار ٹھہراتے ہوئے طالبان حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے امریکا کے حوالے کریں۔ طالبان کے انکار کرنے پر امریکا نے 7/ اکتوبر 2001ء کو افغانستان پر حملہ کرکے اس کو تباہ کردیا۔ دسمبر 2001ء میں طالبان حکومت کا خاتمہ کردیا گیا۔ 9/ اکتوبر 2004ء کو حامد کرزئی کو افغانستان کا صدر چن لیا گیا۔ 13/ اور 14/ مئی 2007ء کو افغانی اور امریکی افواج کے ساتھ پاکستانی فوج کی جھڑپیں شروع ہوگئیں، جس میں کئی امریکی اور پاکستانی فوجی مارے گئے۔ دسمبر 2009ء میں امریکی اکیڈمی ویسٹ پوائنٹ میں کیڈٹس سے خطاب کرتے ہوئے امریکی صدر باراک اوباما نے کہا کہ وہ افغانستان سے امریکی افواج کو مرحلہ وار نکال لے گا۔ اس کے بعد کئی مرتبہ امریکا نے یہ بات دہرائی۔

اب 29/فروری 2020ء کو امریکا اور طالبان کے مابین قطر کے شہر دوحہ میں ایک معاہدے کے مطابق امریکا نے افغانستان سے افواج کے مرحلہ وار انخلا کا اعلان کردیا۔ معاہدہ افغان حکومت کے بجائے طالبان کے ساتھ کیا گیا۔ امریکا نے کہا کہ وہ 14 ماہ کے اندر اندر اپنی اور اتحادیوں کی تمام افواج کو نکال لے گا۔ پہلے مرحلے میں امریکا اپنی 12 ہزار فوج کو کم کرکے 8600 کردے گا۔ اس کے بعد بقیہ 5 فوجی اڈوں سے بھی امریکا اور اس کے اتحادی اپنی تمام افواج نکال لیں گے۔ مزید یہ کہ وہ اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل کے دیگر ارکان کے ساتھ مل کر افغانستان پر عائد پابندیوں کو بھی 29/مئی 2020ء تک ختم کروادے گا۔

معاہدے کے بعد طالبان کی طرف سے اس پر دستخط کرنے والے عبدالغنی ملا برادر سے گفتگو کرتے ہوئے امریکی صدر نے اُن کی تعریف کی۔ اس موقع پر ملا برادر نے افغانستان کی ترقی کے لیے امریکا سے مدد مانگی، جسے پورا کرنے کا امریکی صدر نے وعدہ کیا۔ امریکا نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ افغانستان کی تعمیرِ نو کے لیے اس کی معاشی مدد بھی کرے گا۔ بی بی سی کی یکم/مارچ 2020ء کی رپورٹ کے مطابق امن معاہدے پر ردِ عمل کا اظہار کرتے ہوئے امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے کہا: ''امریکی افواج افغانستان میں ہزاروں کی تعداد میں دہشت گردوں کو ہلاک کررہی تھیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ کوئی اور اس کام کو سرانجام دے۔ یہ کام اب طالبان کریں گے یا افغانستان کے اردگرد میں واقع ممالک۔'' ٹرمپ نے مزید کہا کہ: ''امریکی وزیرِ خارجہ مائیک پومپیو، سیکرٹری دفاع مارک ایسپر اور امریکی عوام جنھوں نے اس جنگ میں اپنا خون اور پیسہ صَرف کیا، کو مبارک باد دیتا ہوں۔'' صدر کا مزید کہنا تھا کہ: ''یہ وقت اپنے لوگوں (افواج) کو گھر لانے کا ہے۔''

فروری 2019ء میں اقوامِ متحدہ کی جاری کردہ رپورٹ کے مطابق اب تک 32,000 شہری اور 42,000 شدت پسند ہلاک ہوچکے ہیں۔ امریکی یونیورسٹی براؤن کے ذیلی ادارے واٹسن انسٹیٹیوٹ کی تحقیق کے مطابق 58,000 سیکورٹی اہل کار اور 42,000 ہزار شدت پسند اس جنگ میں ہلاک ہوچکے ہیں۔ جہاں تک پیسہ صَرف کرنے کی بات ہے، امریکی وزاتِ دفاع کے مطابق افغانستان میں اکتوبر 2001ء سے مارچ 2019ء تک فوجی اخراجات 760 ارب امریکی ڈالر تھے۔ جب کہ مذکورہ یونیورسٹی کے تحقیقی ادارے کے مطابق یہ اخراجات ایک ٹریلین امریکی ڈالر (یعنی ایک ہزار ارب امریکی ڈالر) سے بھی تجاوز کرچکے ہیں۔ اسی ادارے کا کہنا ہے کہ گزشتہ 11 برسوں میں ساڑھے 15 ارب امریکی ڈالر محض فراڈ اور خورد برد کی مد میں گم ہوچکے ہیں۔

بی بی سی کی 9/ مارچ 2014ء کی یک طرفہ رپورٹ کے مطابق بہ ظاہر تو روسی اور امریکی فوجی مداخلتوں کا موازنہ نہیں بنتا، کیوں کہ روسی فوج سوویت اثر ورسوخ کو وسیع کرنے آئی تھی۔ جب کہ کہا جاتا ہے کہ امریکی فوج ستمبر گیارہ (نائن الیون) کے حملوں کے دہشت گردی کے خاتمے اور جمہوریت کو تقویت دینے آئی تھی۔ اسی رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ: ''روس نے سالانہ 2 بلین ڈالر خرچ کیے، جب کہ امریکا ابھی تک 700 بلین ڈالر خرچ کرچکا ہے۔'' امریکا آج دنیا میں سرمایہ دارانہ جمہوریت کا سب سے بڑا نمائندہ ہے۔ اس نے سوشلسٹ نظریے کو شکست دینے کے لیے کھربوں ڈالر خرچ کر ڈالے۔ یہ بات غیر فطری ہے کہ گروہیت کی نمائندہ سوچ' اجتماعیت کے حامل نظریے سے شکست کھا جائے۔ امریکیوں میں کتنا بڑا تضاد پایا جاتا ہے۔ ایک طرف سوشلسٹ نظریے کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے سدِ مآرِب کھڑی کررہے ہیں تو دوسری طرف اسی نظریے کے جدید تصور کمیونزم کے فروغ کے لیے راستہ ہموار کررہے ہیں۔ چوں کہ آج سرمایہ دارانہ امریکی سوچ اشتمالیت کے نظریے کے مقابلے میں پس ماندہ اور گروہیت کی نمائندہ ہے، اس لیے اس کا شکست کھانا فطری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج حالات کا جبر امریکی صدر کو یہ کہنے پر مجبور کردیتا ہے کہ: ''یہ وقت اپنے لوگوں کو گھر واپس لانے کا ہے۔''

بقیہ **وبا کے سائے میں** چین کے حالیہ بیانات کی روشنی میں کُچھ تجزیہ نگار کرونا وائرس کو بائیولوجیکل ہتھیار کے طور پر دیکھ رہے ہیں، لیکن اس میدان میں بھی چین جیت رہا ہے۔ ایسے میں بہت ضروری ہے کہ ہم چین کے تجربے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس وبا سے چھٹکارا حاصل کرنے کی حکمتِ عملی بنائیں اور پاکستان کو معاشی تباہی سے بچانے کی سرتوڑ کوشش کریں۔

www.rahimia.org

خطبات و بیانات

رپورٹ: سیّد نفیس مبارک ہمدانی، لاہور

فتنہ؛ جو سب کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا

20/مارچ 2020ء کو حضرت اقدس مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے ادارہ رحیمیہ لاہور میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''معزز دوستو! یہ جمعۃ المبارک کا اجتماع ہے اور اجتماعیت قائم کرنے کا حکم دین اسلام کی تعلیمات کا بڑا بنیادی اور اساسی حکم ہے۔ انسانوں میں اجتماعیت کا قائم رہنا انسانیت کی بقا کا راز ہے۔ اس لیے نماز باجماعت کا حکم دیا گیا ہے۔ خاص طور پر جمعۃ المبارک کی اجتماعیت اور جمعہ کی نماز کے اہتمام کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ اجتماعیت بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ دین کے اساسی امور میں سے ہے۔ اس کا قائم کرنا اُمتِ مسلمہ پر قیامت تک کے لیے فرض ہے۔

آج ہم جس فتنے میں مبتلا ہیں، اس کی حقیقت سمجھنا بہت ضروری ہے۔ یہ کرونا وائرس کا فتنہ جو پوری دنیا میں پھیل چکا ہے، اس کے حقائق پر غور و فکر کرنا، قرآن و سنت کی روشنی میں اس کی حقیقت و ماہیت اور قرار واقعی حیثیت کا سمجھنا لازمی اور ضروری ہے۔ ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ قرآن حکیم کی آیات پر غور و فکر اور تدبر اور نبی اکرم ﷺ کی احادیث کی روشنی میں حقائق کا جائزہ لینا ہر مسلمان کا بنیادی فریضہ اور ذمہ داری ہے۔ یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ اس حوالے سے مسلمان معاشروں میں بالخصوص اور دنیا بھر میں بالعموم انتہا پسندی کے بہت سے مظاہر اور رویے ہمارے سامنے پائے جاتے ہیں۔ دین ایسی معتدل اور اُمتِ وسط بنانا چاہتا ہے، جو ہر پیش آمدہ معاملے میں متوازن، بہتر اور عمدہ رائے قائم کرتی اور اس پر عمل کرتی ہے۔ آج اسے ہم نے فراموش کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً (25:8) (بچتے رہو اس فساد سے کہ نہیں پڑے گا تم میں سے خاص ظالموں پر ہی)۔ وہ فتنہ تم میں سے خاص ظالموں تک ہی محدود نہیں ہوگا، بلکہ تم تمام تک پہنچے گا۔ بالخصوص اُن کے لیے ہوگا، جو ظالم نظام اور ظالم کرداروں کی مزاحمت کے سلسلے میں مداہنت اختیار کرتے ہیں۔ جو لوگ ظلم کے سسٹم کو سمجھنے کے باوجود اُس کے حق میں بات کرتے ہیں اور اُس کے خلاف مزاحمتی شعور نہیں رکھتے۔ اور وہ دین میں مداہنت یعنی حق بات کو بیان نہ کرنے کے مرض میں مبتلا ہوں گے، یہ فتنہ اُن تک بھی پہنچے گا۔ ظالم تک تو پہنچے گا ہی کہ ظالم نے ظلم کیا ہے، لیکن وہ مظلوم جو اس فتنے میں اُن ظالموں کے آلہ کار بن کر اُن کے ظلم کا پروپیگنڈا کریں گے، یا اُن کے ظلم کے خلاف چپ رہیں گے، یہ فتنہ انھیں بھی اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔

اس آیتِ مبارکہ میں ''فتنہ'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ کرونا وائرس بھی ایک فتنہ ہے اور اس فتنے کی جو قرار واقعی حیثیت ہے، وہ سمجھنے کے لیے ہمیں امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے فکر کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔''

سماج کی پرتوں میں فتنوں کی چھ اقسام

حضرت آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

''امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے ''حُجّةُ اللّٰه البالغه'' کے ''بابُ الفِتن'' میں چھ طرح کے فتنے بیان کیے ہیں: (1) فتنة الرّجل فی نفسهٖ (انسان کا اس کی اپنی ذات سے متعلق فتنہ): یعنی انسانی نفس اپنے تین دائروں (نفس، قلب اور عقل) کے حوالے سے فتنے میں مبتلا ہو جائے۔ اس کا نفس مَلَکیت کی صفات کا حامل ہونے کے بجائے بہیمیت کے تابع ہو کر جانور بن جائے۔ قلب اپنے ارادوں اور عزائم میں اللہ اور اُس کے رسولؐ اور فرشتوں کی اطاعت کے بجائے ظالموں اور جانوروں کی اتباع کرنے لگ جائے۔ اس کی عقل میں گرد و پیش کے حقائق کا تجزیہ کرنے کی اہلیت اور صلاحیت ختم ہو جائے۔

(2) فتنة الرّجل فی أهلهٖ (انسان کا اپنے خاندان سے متعلق فتنہ): یعنی گھریلو نظام میاں بیوی کے تعلقات میں لڑائیاں اور فتنہ پیدا ہو جائے۔ طلاقیں کثرت سے ہونے لگیں۔ سماجی نظام کی بنیادی اکائی 'خاندانی نظام' ٹوٹ پھوٹ کر بکھر جائے۔

(3) فتنة تموج کموج البحر (ایسا فتنہ جو اس طریقے سے پھیلے گا، جیسے سمندر کی لہریں ساحل سے ٹکراتی ہیں): یہ فتنہ پورے اجتماع کو ہلا کر رکھ دے گا۔ جب کسی سوسائٹی میں بہترین عدل و انصاف کا نظام موجود ہو اور انفرادی سوچ کے حامل فتنہ پرور لوگ اس نظام میں مداخلت شروع کر دیں اور قومی نظام ٹوٹنے لگے تو یہ بھی ایک بڑا فتنہ ہے۔

(4) فتنة ملّية (پوری ملتِ اسلامیہ کے لیے فتنہ): ہر نبی کے دنیا سے چلے جانے کے بعد اس کے حواریین میں کچھ ناخلف لوگ پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ نااہل لوگ جب حکمرانی کرنے لگتے ہیں تو اس ملت کے لیے بہت بڑا فتنہ پیدا ہوتا ہے۔ جیسے چنگیز خان نے مسلمانوں کی ریاست کی اینٹ سے اینٹ بجا کر خلافت توڑ پھوڑ کر رکھ دی۔

(5) فتنة مستطيرة (فتنۂ عام): یہ فتنہ کل انسانیت کی چولیں ہلا دے گا کہ معاشرے میں اپنے آپ کو الگ تھلگ رکھنے اور اپنے آپ کو پاکیزہ سمجھنے والے لوگ انسانیت کی اجتماعی ذمہ داریوں سے روگردانی کر کے خودساختہ روحانیات کی طرف چلے جائیں گے۔ دوسرے لوگ روحانیت سے ہٹ کر ہر چیز کو بالکل حیوانی پیمانے پر پرکھیں اور رائے قائم کریں گے۔ ان کے درمیان وہ لوگ ہوں گے کہ نہ اِدھر کے نہ اُدھر کے۔ انھیں کوئی جس طرف لگا دے گا، اس طرف چل پڑیں گے۔ ان کی اپنی کوئی رائے نہیں ہوگی۔

(6) فتنة الوقائع الجويّة المنذرة بالإهلاک (وہ فتنہ کہ جو فضائی واقعات سے متعلق ہو، جن میں عام ہلاکت کا خوف ہو): جیسا کہ بڑے بڑے طوفان آنے لگیں، مختلف وبائیں پھیلیں، لوگ زمین میں دھنس جائیں، جگہ جگہ آگ پھیل جائے وغیرہ۔

موجودہ کرونا وائرس کا تعلق فتنہ نمبر 5 سے ہے۔ یہ وبا نہیں ہے۔ وبا ایسی نہیں ہوتی کہ جس سے ساڑھے سات آٹھ ارب کی آبادی میں صرف چند ہزار لوگ مریں، بلکہ اس سے لاکھوں لوگ مرتے ہیں۔ یہ انسان نما درندوں اور شیطانوں کا پیدا کردہ فتنہ اور بیماری ہے۔ یہ انسان کی حیوانیت اور درندگی کا مظہر ہے۔ اس کا تعلق قدرتی آفات سے نہیں ہے۔''

خوف کا کاروبار؛ سامراجی ہتھیار

حضرت آزادرائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

’’قرآن حکیم میں اللہ پاک نے ارشادفرمایا:’’جب ان کے پاس پہنچتی ہے کوئی خبر امن کی یا ڈر کی تو اُسے مشہور کردیتے ہیں۔‘‘(83:4) اس کے متعلق تمام مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیت منافقین اور کم سمجھ مسلمانوں کے بارے میں ہے کہ وہ دشمن کے وار کو نہیں سمجھتے اوراس کے آلہ کار بن کراس کے حملے کو پروپیگیٹ کرتے ہیں۔خوف بیچتے ہیں۔ اس کے ذریعے سے کاروباراور بزنس کیا جاتا ہے۔قرآن کہتا ہے:’’اوراگراس کو پہنچا دیتے رسول تک اوراپنے سچے رہنماؤں تک تو تحقیق کرتے اس کو جواس میں تحقیق کرنے والے ہیں۔‘‘(83:4) یعنی اگر وہ اس خبر کو پروپیگنڈا کرنے سے پہلے رسولؐ کی ہدایات کے تناظر میں جائزہ لے لیتے، یا جورسولؐ کی اتباع میں کام کرنے والے دین کا شعور اور سمجھ رکھنے والے سچے رہنما’’اولی الامر‘‘ہیں،ان تک بات پہنچاتے تو وہ ضرور جان لیتے کہ یہ تو جھوٹا پروپیگنڈا ہے۔آج لوگوں میں خوف پیدا کرکے بے وقوف بنایا جارہا ہے۔اُن کی مسجدوں کوتالے لگائے جارہے ہیں۔ان کے مدرسے اورسکول بند کیے جارہے ہیں۔

برطانوی سامراج اور یورپین بھیڑیوں کی خوف بیچنے کی ایک تاریخ ہے۔وہ خودتمام کیمیائی ہتھیاراور وائرسز بناتے ہیں اور پھر میڈیا وار کے ذریعے سے جھوٹا پروپیگنڈا کرتے ہیں۔آج امریکا معذرت کرتا ہے کہ ہم نے افریقا کے اندر بہت سے کیمیائی وائرسز کا تجربہ کیا۔کیسی معذرت؟ دس بیس سال کے بعد کرونا وائرس کے حوالے سے بھی معذرت کریں گے کہ جی ہم نے کوئی تجربہ (experiment) کیا تھا۔اس طرح اس انسانیت دشمن طاقتوں اورقوتوں کی یہ پوری تاریخ ہے۔اس میں سب سے بڑا ہتھیار پروپیگنڈا ہے۔قرآن نے کھل کر بتا دیا کہ یہ کم سمجھ مسلمان اور منافقین ان کے جھوٹے پروپیگنڈے کو—امن کا ہو یا خوف کا ہو— پھیلاتے ہیں۔

آج کہا جاتا ہے کہ جی کرونا وبا تھی،جس پر چین والوں نے فتح حاصل کرلی۔کیسے کی؟ سب سے پہلے انھوں نے وہاں میڈیا اور خوف پھیلانے والے لوگوں کو کنٹرول کیا۔نفسیاتی وارکوروکا۔پھراس پورے دورانیے میں کہیں نہیں کہا کہ یہ امریکا نے حملہ کیا ہے۔کیوں کہ حالتِ جنگ میں دشمن کے وار کو پروپیگیٹ کرنا‘ قوم کا مورال گرادیتا ہے۔نفسیاتی پستی پیدا کرتا ہے۔اس لیے جب انھوں نے مکمل طور پر مرض پر قابو پالیا تو سب کچھ کھول کر دنیا کے سامنے رکھ دیا کہ یہ بدمعاشی اُن امریکی فوجیوں نے کی ہے، جو ’’ووہان‘‘ آئے تھے۔اُن کے ذریعے سے یہاں یہ بیماری مسلط کی گئی۔قومیں خوف بیچتی نہیں،خوف کو کنٹرول کرتی ہیں۔مسلمانوں کے ہاں خوف کا عالم یہ ہے کہ سعودی عرب میں مسجدِ حرام اور مسجدِ نبویؐ بند کردی۔جمعہ پر پابندی لگا دی۔مسجدوں کو اُجاڑ دیا۔وہ اجتماعیت جس کے بارے میں رسول اللہؐ نے کہا تھا کہ:’’جو جماعت کی نماز پڑھنے نہ آئے، میں چاہتا ہوں جاکراُس کے گھر کو آگ لگادوں‘‘اس اجتماعیت کوتوڑ دیا۔‘‘

فتنے کے مادی اسباب اور وظیفوں کی تکرار

حضرت آزادرائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

’’عجیب معاملہ ہے۔کسی بھی جنگ کا مقابلہ تو مزاحمتی شعور سے ہوتا ہے، یہاں وظیفے بتائے جاتے ہیں۔اگر یہ کرونا وائرس بالفرض وبا یا عذاب ہے تو ایسا کیوں ہے؟اجتماعیتیں توڑنے، حرام کھانے، رشوت لینے، لوٹ مار کرنے، بدانتظامی کرنے، سیاسی تباہی و بربادی اُتارنے کی وجہ سے یہ عذاب ہے اوراسے ٹالنے کے لیے وظیفے بتائے جارہے ہیں کہ ’’لاَ إِلٰہ إِلَّا أنتَ سُبحانک إِنّی کُنتُ من الظّالمین‘‘ پڑھو۔ضرور پڑھنا چاہیے،لیکن پہلے تعین تو ہونا چاہیے کہ ظالمین سے کیا مراد ہے؟ایک آدمی بے چارہ مزدور مظلوم، وہ ظالم کیسے ہوگیا؟ اس حکمران طبقہ ظالمین کے ظلم کی نوعیت تو بتاؤ۔حضرت یونس علیہ السلام سے ایک اجتماعی کام میں غفلت ہوئی۔وہ قوم کو چھوڑ کر چلے گئے۔اللہ نے ان کی اس لغزش کی وجہ سے انھیں مچھلی کے پیٹ میں پہنچا دیا۔اُنھیں احساس ہوا کہ میں نے اجتماعیت کو چھوڑ دیا۔توانھوں نے ’’لاَ إِلٰہ إِلَّا أنتَ سُبحانک إِنّی کُنتُ من الظّالمین‘‘ پڑھا۔آج ہمارے مذہبی لوگ اجتماعیت کا کام چھوڑ کر اپنی کوٹھیوں اور بنگلوں میں جا بیٹھے۔وظیفہ پڑھنے اور بتانے لگ گئے۔باہر نکلنے کی کوشش تو کرو،تم بزدل بن کر اندر بیٹھ گئے تو لوگوں کو حوصلہ کیسے ہوگا؟ لوگ کہیں گے کہ تمھارے دین کی تعلیم کی تاثیر کہاں گئی؟ اگر ایمان مضبوط ہے تو میدان میں آؤ۔جدوجہد اور کوشش کرو۔لوگوں کو حوصلہ دو۔بتلاؤ کہ یہ عذاب کن اجتماعی گناہوں کی وجہ سے آیا؟ کس حکمران طبقے کے ظلم سے آیا؟ گھروں کا نظام درست کرو۔اپنی ذات کو ٹھیک کرو۔اپنے قلب اور عقل کو دینی شعور کا حامل بناؤ۔اپنی اجتماعیت کو درست کرو۔اپنی ملت کے نظام کو درست کرو۔شیطان اور ظالم کے آلہ کار مت بنو۔اور یہی احکامات اور ہدایتِ الٰہی لوگوں کو بتاؤ۔

یہاں زبان گونگی ہے، کیوں کہ سرمایہ داری نظام کے خلاف بولیں گے تو چالیس پچاس لاکھ روپے مہینہ ان کو کیسے ملے گا؟ سرمایہ دار کے مطلب کی وِیڈیو بنا کرڈالیں گے۔ اُن کے مفادات کی بات بیان کریں گے۔کھرا سچ اور حق جو قرآن اور نبی اکرمؐ کی احادیث سے ثابت ہے، اُسے بیان کرنے کی جرأت نہیں کریں گے۔یہی وہی عمل ہے، جس سے قومیں تباہ ہوتی ہیں کہ جب اُن کے علما بک جائیں، اُن کے پیر وظیفے فروخت کرنے لگ جائیں، اُن کے سیاست دان نااہل ہوں، کرپٹ ہوں، انسانیت دشمنی کے رویے اختیار کریں تو ’’فتنة مستطيرة فی النّاس‘‘، وہ فتنہ پوری سوسائٹی میں پھیل جاتا ہے۔آج یہ فتنہ پوری سوسائٹی میں تین طبقات پر مشتمل ہے۔یا تو وہ لوگ ہیں، جو روحانیت کے نام پر اپنے اپنے گھروں میں قید ہوگئے۔باہر کے لوگوں سے ملنا جلنا انھوں نے ممنوع قرار دے دیا۔اور حیوانیت کے حامل انسان نما درندوں نے اپنی درندگی بیچنے کے لیے خوف پھیلانا شروع کردیا۔باقی لوگ نہ اِدھر کے ہیں، نہ اُدھر کے ہیں۔کسی مذہبی رہنما کی بات سنتے ہیں تو وظیفے پر وظیفہ پڑھنے لگ جاتے ہیں۔کسی دین بیزار کے پیچھے لگتے ہیں تو قدرتِ الٰہی کے جاری کردہ نظام کا انکار اور توہین کرنے لگ جاتے ہیں۔‘‘

www.rahimia.org

موجودہ فتنے کا مقابلہ شعور اور ہمت سے کرنا ہے

حضرت آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے اپنے خطبے کے آخر میں فرمایا:

''آج وائرس کے نام پر میڈیا وار بھی جاری ہے۔ معتدل اور متوازن راستہ یہ ہے کہ اس کا مقابلہ شعور اور ہمت سے کیا جائے۔ ایک آفت دشمن نے مسلط کر دی ہے۔ اس سے بچنے کے لیے وہ تمام احتیاطی تدابیر جو ماہر ڈاکٹر بتلا رہے ہیں، انھیں اختیار کرنا چاہیے۔ حضوؐر نے تو فرمایا کہ ''ہمیشہ باوضو رہو۔'' ایک وضوئے خفیف بھی ہے کہ اگر آپ پورا وضو نہیں بھی کرنا چاہتے تو چہرہ دھولو اور ہاتھ دھولو۔ یہ تو ہر حالت میں کیا جاسکتا ہے۔ کھانے کے بعد، باتھ روم استعمال کرنے کے بعد۔ اب ساری دنیا کو آفت پڑی ہوئی ہے کہ جی ہاتھ دھولو۔ اگر حضوؐر کی بات پہلے مان لیتے تو یہ نوبت ہی نہ آتی۔ حضوؐر نے فرمایا: بے وضو پر شیطان حملہ آور ہوتا ہے۔ جب وضو کیا ہوا ہوتا ہے تو شیطان اور ہر طرح کے وائرس سے انسان محفوظ ہوتا ہے۔ اگر حضوؐر کی بات پر یقین ہے اور روح میں طاقت ہے تو کوئی دنیا کا وائرس اثر نہیں کرسکتا۔ ہاں ڈھلمل یقین ہو، اور مسلمان کو حضوؐر کی بات پر یقین نہ ہو اور سائنس دان کی بات پر یقین ہو تو پھر کیا کہا جاسکتا ہے۔ اب پورے چائنہ کو فکر پڑی ہوئی ہے کہ جن جانوروں سے وائرس پھیلتا ہے، انھیں ممنوع قرار دینا چاہیے۔ چودہ سو سال پہلے نبیؐ نے فرما دیا تھا کہ کون سے جانور انسانیت کے لیے حلال ہیں اور کون سے حرام اور نقصان دہ ہیں۔ آپؐ کی تو بات نہیں مانی اور اب فکر مند ہیں۔

بات یہ ہے کہ ہم کم سمجھی کی بنیاد پر میڈیا کے پروپیگنڈے کو قبول کر رہے ہیں۔ آج دلیلیں دی جارہی ہیں کہ سائنس دانوں اور ڈاکٹروں نے یوں یوں احتیاط کرنے کو کہا ہے۔ ہر وقت باوضو رہو تو کوئی شیطان تم پر اثر انداز نہیں ہوگا۔ کیا اس پر یقین نہیں کیا جاسکتا؟ اگر اپنے اوپر خوف مسلط کرلو گے تو خوف زدہ آدمی خواہ کتنے ہی وظیفے پڑھے، وہ اس خوف سے ہی مر جائے گا۔ اس لیے تدابیر اختیار کرو، لیکن دوسروں سے محبت سے ملو۔ اگر نفرت سے دیکھو اور بغض سے ملوگے تو ضرور وائرس اثر کرے گا۔ آپ کسی کو گھور کر نفرت سے دیکھیں گے تو آپ کے جسم سے نفرت خارج ہوگی اور سامنے والے کی طرف سے بھی اسی طرح کا ردِعمل آئے گا۔ اس کا اثر آپ کے وجود پر طاری ہوگا۔ اس لیے پیار سے دیکھو، پیار سے ملوجلو۔ کیوں کہ محبت انسانیت کی اساس ہے۔

حضوؐر نے جو فرائض و واجبات، ذکر اذکار، تسبیحات اور مسنون چیزیں بیان کی ہیں، ان کی پابندی کرو۔ وہ انسانیت کی ترقی اور بھلائی کے لیے ہیں۔ نماز باجماعت کی پابندی کرو۔ قرآن حکیم کی تلاوت کرو۔ ذکرُ اللہ سے تعلق قائم کرو۔ قلب میں دینی شعور پیدا کرو۔ عقل میں سمجھ اور بلندی پیدا کرو۔ اجتماعی معاملات؛ سیاسیات، معاشیات، سماجیات کو درست تناظر میں سمجھو اور بہترین انسانیت دوست اجتماعی نظام قائم کرو تو کوئی شیطان اللہ کی طاقت اور اللہ کے ایمان، اللہ کے کلام سے زیادہ طاقت ور نہیں ہوسکتا۔ اس فتنے کا مقابلہ جرأت، ہمت اور حوصلے سے کرو۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔ آمین''

خوش خبری

قیامِ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ / 2020ء

اگلے مہینے سے رحمتوں اور برکتوں والا ماہِ رمضان المبارک شروع ہو رہا ہے۔ ہمیشہ سے اکابر اولیاء اللہ اور علمائے ربانیین کا یہ معمول رہا ہے کہ وہ اس ماہِ مبارک میں پوری یکسوئی کے ساتھ توجہ الی اللہ کے لیے کسی ایک ہی جگہ قیام فرما ہوتے ہیں اور اس کو صفائے باطن کے لیے بڑا اکسیر سمجھتے ہیں۔ مشائخ رائے پور اور ان سے تعلق رکھنے والے احباب کا گزشتہ تقریباً ڈیڑھ صدی سے یہ معمول چلا آ رہا ہے کہ وہ اس ماہِ مبارک میں اِنابت الی اللہ اور سالکین و طالبین کی تربیت کے لیے اجتماعی طور پر کسی ایک جگہ قیام فرما ہوتے ہیں اور رمضان المبارک کے قیمتی اوقات میں اپنی روحانی تربیت کے حوالے سے ذکر و فکر، تزکیہ عمل اور تصفیہ باطن کا نہایت درجہ اہتمام کرتے رہے ہیں۔

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ سمیت تمام مشائخ رائے پور اپنی تمام عمر اس معمول پر مسلسل عمل پیرا رہے۔ انھیں حضراتِ مشائخ کے معمول کے مطابق ان کے جانشین اور موجودہ مسند نشین خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

حضرت اقدس مولانا مفتی شاہ عبدالخالق آزاد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ

ماہِ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ (25/اپریل تا 25/مئی 2020ء)

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور میں قیام فرما ہوں گے۔ ان کے ساتھ حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کے خلفائے کرام؛ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن، حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی، حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر، حضرت مولانا مفتی محمد مختار حسن مدظلہم العالی اور دیگر سینئر حضرات بھی قیام رمضان المبارک کے معمولات میں شریک ہوں گے اور احباب کی رہنمائی کریں گے۔

ملک بھر سے تعلق رکھنے والے احباب اپنی اخلاقی و روحانی اور علمی و شعوری ترقی کے لیے اس ماہِ مبارک کے دوران مشائخ رائے پور کی معیت و صحبت میں روحانی اجتماع کے تربیتی معمولات اور مجالس علم و عرفان میں استفادے کے ذریعے رضائے الٰہی اور دُنیوی اور اُخروی کامیابی کے حصول کے لیے کوشاں ہوں گے۔

ادارہ رحیمیہ کے ریجنل مراکز میں معمولاتِ ماہِ رمضان: گزشتہ سالوں کی طرح حسبِ معمول اس سال بھی ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور کے تمام ریجنل کیمپسز؛ کراچی، سکھر، ملتان، صادق آباد، راولپنڈی، کوئٹہ اور پشاور میں بھی ماہِ رمضان المبارک کے معمولات جاری رہیں گے۔

نوٹ ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور میں قیام رمضان المبارک کے حوالے سے مناسب انتظامی و طبی ہدایات سے بروقت آگاہ کر دیا جائے گا۔ احباب دفتر انتظامیہ سے رابطے میں رہیں۔

رابطہ نمبر: 0321-6455369

احکام ومسائل رمضان المبارک

از حضرت مفتی عبدالخالق آزادرائے پوری

۱۔ ہر مسلمان مرد وعورت، عاقل، بالغ پر رمضان المبارک کے روزے رکھنا فرض ہے۔

۲۔ شریعت میں روزے کا مطلب ہے کہ صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک روزے کی نیت سے کھانا، پینا اور جماع کرنا چھوڑ دیا جائے۔

۳۔ رمضان المبارک میں کسی مجبوری کی وَجہ سے روزہ چھوٹ جائے تو رمضان کے بعد اس کی قضا کرنا ضروری ہے۔

۴۔ حالتِ سفر میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے، لیکن اس کی قضا ضروری ہے۔

۵۔ حالتِ سفر میں اگر روزہ سے کوئی تکلیف نہ ہو تو روزہ رکھنا بہتر ہے۔ اگر روزہ نہ رکھے تو کوئی گناہ نہیں، البتہ رمضان شریف کی فضیلت سے محرومی ہے۔

۶۔ بغیر کسی وَجہ کے روزہ چھوڑ دینا درست نہیں اور بڑا گناہ ہے۔

۷۔ اگر روزہ دار کو بھول کر کھاتے پیتے دیکھا اور روزہ دار کو روزہ کی وَجہ سے تکلیف نہیں ہے تو اس کو یاد دلانا واجب ہے۔

۸۔ اگر کسی نے کسی وَجہ سے روزہ نہ رکھا تو احترامِ رمضان کا تقاضا ہے کہ لوگوں کے سامنے کچھ کھائے پیے نہیں۔

۹۔ رمضان المبارک کے روزہ میں بس اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ آج میرا روزہ ہے اور سحری کے وقت "وَبِصَوْمِ غَدٍ نَوَیْتُ مِنْ شَھْرِ رَمْضَانَ" پڑھنا مستحب ہے۔

۱۰۔ اگر رات سے رمضان المبارک کے روزے کی نیت کر لے تو بھی فرض ادا ہو جاتا ہے۔

۱۱۔ اگر کچھ کھایا پیا نہ ہو تو دن کو 10، 11 بجے تک نیت کر لینا درست ہے۔

۱۲۔ اگر رمضان المبارک کے مہینے میں نفل، قضا یا نذر کے روزے کی نیت کی، تب بھی رمضان کا روزہ ادا ہوگا۔

۱۳۔ سحری کھانا سنت ہے۔ اگر بھوک نہ ہو اور کھانا نہ کھائے تو کم از کم دو تین کھجوریں ہی کھالے۔ یا کوئی اور چیز تھوڑی بہت کھالے۔ کچھ نہ سہی تو پانی ہی پی لے۔

۱۴۔ سحری میں جہاں تک ہو سکے، دیر کر کے کھانا بہتر ہے، لیکن اتنی دیر نہ کرے کہ صبح صادق ہونے لگے اور روزے میں شبہ پیدا ہو جائے۔

۱۵۔ جب سورج ٹھیک غروب ہو جائے تو فوراً روزہ کھولنا مسنون ہے، دیر کر کے کھولنا مکروہ ہے۔

۱۶۔ جب تک سورج کے غروب ہونے میں شبہ رہے، تب تک افطار کرنا جائز نہیں۔ سورج غروب ہونے کا تعلق مشاہدے سے ہوتا ہے، جب کہ آج کل عام طور پر ایسا نہیں کیا جاتا۔ خاص طور پر بڑے شہروں میں کہ آسمان صاف نہیں ہوتا، بلکہ دائمی جنتریوں کو سامنے رکھتے ہوئے گھڑیوں سے اوقات دیکھ کر روزہ افطار کیا جاتا ہے۔ اس لیے فلکیاتی حساب سے دائمی جنتریوں میں مطبوعہ اوقات میں دو سے پانچ منٹ کی احتیاط کر کے روزہ افطار کرنا چاہیے۔

۱۷۔ کھجور یا چھوہارے سے افطار کرنا مستحب ہے، لیکن اگر کسی دوسری چیز سے افطار کیا جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

۱۸۔ افطار کے وقت یہ دعا پڑھنا مسنون ہے: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَکَ صُمْتُ، وَبِکَ آمَنْتُ، وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ." اگر کسی کو یہ دعا یاد نہ ہو تو اپنی زبان میں روزہ افطار کرنے پر خدا کا شکر بجالائے۔

۱۹۔ درجِ ذیل تمام صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا اور نہ مکروہ ہوتا ہے:

☆ اگر بھول کر کھالے یا پی لے یا جماع کر لے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

☆ اپنے آپ قے ہو گئی تو روزہ نہیں ٹوٹتا، چاہے قے تھوڑی ہو یا زیادہ۔

☆ سرمہ لگانا، تیل لگانا، خوشبو سونگھنا، یا حلق میں از خود دھواں یا گرد وغبار وغیرہ کا چلا جانا۔

☆ دانتوں میں گوشت وغیرہ کا ریشہ، جو چنے سے کم ہے، اس کو باہر نکالے بغیر نگلنا۔

☆ لعاب نگلنا، زبان سے کوئی چیز چکھ کر تھوک دینا۔

☆ روزے میں تازہ یا خشک مسواک کرنا، اگرچہ نیم کے درخت کی ہو۔

☆ گرمی یا پیاس کی وَجہ سے غسل کرنا، خواہ کئی بار ہی کیوں نہ ہو۔

۲۰۔ درجِ ذیل صورتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور صرف قضا واجب ہو جاتی ہے:

- کلی کرتے وقت بلا اِرادہ حلق میں پانی اُتر جانا۔
- خود بہ خود قے آئی اور جان بوجھ کر حلق میں لوٹالی۔
- اپنے اختیار سے منہ بھر کر قے کر ڈالی۔
- کان میں تیل ڈال لینا، ناک میں ناس لینا، سگریٹ یا حقہ پینا۔
- دانتوں سے نکلے ہوئے خون کو نگل لینا جب کہ خون تھوک پر غالب ہو۔
- بھولے سے کچھ کھا پی لیا اور یہ سمجھ کر کہ روزہ ٹوٹ گیا، پھر جان بوجھ کر کھایا پی لینا۔
- یہ سمجھ کر کہ ابھی صبح صادق نہیں ہوئی، سحری کھالی، پھر معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی تھی۔
- بادل یا آسمان پر غبار کی وَجہ سے یہ سمجھا کہ آفتاب غروب ہو گیا، روزہ افطار کر لیا حالانکہ ابھی دن باقی تھا۔

۲۱۔ درجِ ذیل وہ صورتیں، جن میں کفارہ بھی واجب ہوتا ہے:

رمضان المبارک کا روزہ جان بوجھ کر توڑنے سے کفارہ لازم آجاتا ہے، جو دو مہینے لگاتار روزے رکھنا ہے۔ اگر یہ طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو صبح وشام کھانا کھلائے یا ایک روزے کے بدلے صدقہ فطر کی مقدار غلہ یا اس کی قیمت انھیں ادا کرے۔ اگر ایک ہی رمضان کے دو تین روزے توڑ ڈالے تو بھی ایک ہی کفارہ کافی ہو جائے گا۔

۲۲۔ جس کو اتنا بڑھاپا ہو گیا ہو کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رہی، یا اتنا بیمار ہے کہ اب اچھا ہونے کی اُمید نہیں رہی اور روزہ رکھنے کی طاقت نہیں ہے تو وہ روزہ نہ رکھے۔ اور ہر ایک روزے کے بدلے ایک مسکین کو صبح وشام پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا (1700 گرام) غلہ یا اس کی قیمت بہ طورِ فدیہ ادا کرے۔

www.rahimia.org

Monthly RAHIMIA Lahore CPL No. 59

نقشہ اوقات سحروافطار رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ / اپریل، مئی 2020ء

تاریخ ہجری	تاریخ عیسوی	ایام	لاہور		اسلام آباد		ملتان		پشاور		کوئٹہ		کراچی		سکھر	
رمضان المبارک	اپریل	دن	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار
یکم	25	ہفتہ	3:55	6:39	3:55	6:48	4:09	6:49	3:59	6:54	4:28	7:07	4:39	7:00	4:26	6:56
2	26	اتوار	3:53	6:40	3:53	6:48	4:09	6:49	3:58	6:54	4:27	7:07	4:38	7:00	4:25	6:56
3	27	سوموار	3:52	6:41	3:52	6:49	4:07	6:50	3:56	6:55	4:25	7:08	4:37	7:01	4:24	6:57
4	28	منگل	3:51	6:41	3:50	6:50	4:06	6:50	3:55	6:56	4:24	7:08	4:36	7:01	4:23	6:57
5	29	بدھ	3:50	6:42	3:49	6:51	4:05	6:51	3:53	6:57	4:23	7:10	4:35	7:02	4:22	6:58
6	30	جمعرات	3:49	6:43	3:47	6:51	4:03	6:51	3:52	6:57	4:22	7:10	4:35	7:02	4:21	6:58
7	یکم مئی	جمعۃ المبارک	3:47	6:44	3:46	6:52	4:02	6:52	3:51	6:58	4:20	7:11	4:34	7:03	4:20	6:59
8	2	ہفتہ	3:46	6:44	3:45	6:53	4:01	6:53	3:50	6:59	4:19	7:11	4:33	7:03	4:19	6:59
9	3	اتوار	3:45	6:45	3:44	6:54	4:00	6:54	3:48	7:00	4:18	7:12	4:32	7:04	4:18	7:00
10	4	سوموار	3:44	6:45	3:42	6:54	3:59	6:54	3:48	7:00	4:17	7:13	4:32	7:04	4:17	7:00
11	5	منگل	3:43	6:46	3:41	6:55	3:58	6:55	3:46	7:01	4:16	7:14	4:30	7:05	4:16	7:01
12	6	بدھ	3:42	6:47	3:40	6:56	3:57	6:55	3:44	7:02	4:15	7:14	4:30	7:05	4:15	7:02
13	7	جمعرات	3:40	6:48	3:39	6:57	3:56	6:56	3:43	7:03	4:14	7:15	4:28	7:06	4:14	7:03
14	8	جمعۃ المبارک	3:39	6:48	3:38	6:57	3:55	6:57	3:42	7:03	4:13	7:15	4:28	7:06	4:13	7:03
15	9	ہفتہ	3:38	6:49	3:36	6:58	3:54	6:58	3:41	7:04	4:12	7:16	4:27	7:07	4:12	7:04
16	10	اتوار	3:37	6:49	3:35	6:59	3:53	6:58	3:40	7:05	4:11	7:17	4:26	7:07	4:11	7:04
17	11	سوموار	3:36	6:50	3:34	7:00	3:52	6:59	3:38	7:06	4:10	7:18	4:25	7:08	4:10	7:05
18	12	منگل	3:35	6:51	3:33	7:01	3:51	6:59	3:37	7:07	4:09	7:18	4:24	7:08	4:09	7:05
19	13	بدھ	3:34	6:52	3:32	7:02	3:50	7:00	3:36	7:08	4:08	7:19	4:23	7:09	4:08	7:06
20	14	جمعرات	3:33	6:53	3:31	7:02	3:49	7:01	3:35	7:08	4:07	7:19	4:23	7:09	4:07	7:06
21	15	جمعۃ المبارک	3:32	6:53	3:30	7:03	3:48	7:02	3:34	7:09	4:06	7:20	4:22	7:10	4:07	7:07
22	16	ہفتہ	3:31	6:54	3:29	7:04	3:47	7:02	3:33	7:10	4:05	7:20	4:22	7:10	4:06	7:07
23	17	اتوار	3:30	6:55	3:28	7:04	3:46	7:03	3:32	7:11	4:04	7:21	4:21	7:11	4:05	7:08
24	18	سوموار	3:29	6:55	3:27	7:05	3:45	7:03	3:31	7:11	4:04	7:22	4:20	7:11	4:05	7:09
25	19	منگل	3:28	6:56	3:26	7:06	3:44	7:04	3:30	7:12	4:03	7:23	4:19	7:12	4:04	7:10
26	20	بدھ	3:28	6:56	3:25	7:06	3:44	7:04	3:29	7:12	4:02	7:23	4:19	7:12	4:03	7:10
27	21	جمعرات	3:27	6:57	3:24	7:07	3:43	7:05	3:28	7:13	4:01	7:24	4:18	7:13	4:02	7:11
28	22	جمعۃ المبارک	3:26	6:57	3:23	7:08	3:42	7:06	3:27	7:14	4:01	7:24	4:18	7:13	4:02	7:11
29	23	ہفتہ	3:25	6:58	3:22	7:09	3:41	7:07	3:26	7:15	4:00	7:25	4:17	7:14	4:01	7:12
30	24	اتوار	3:25	6:59	3:22	7:09	3:41	7:07	3:25	7:15	3:59	7:25	4:17	7:14	4:01	7:12

نوٹ: یہ نقشہ علمائے کرام اور مفتیانِ عظام کی زیرِنگرانی ترتیب دیا گیا ہے۔ اس میں دو منٹ کی احتیاط پیشِ نظر رہنی چاہیے۔

www.rahimia.org

مدیرِاعلیٰ مفتی عبدالخالق آزاد طابع وناشر نے اے۔ جے پرنٹرز 28/A نسبت روڈ لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ "رحیمیہ" رحیمیہ ہاؤس 33/A کوئنز روڈ لاہور سے جاری کیا۔